جماعت احمدیہ کا ہر قدم دُنیا کی ہر جہت میں غلبہ اسلام کی طرف اُٹھ رہا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍فروری ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے تسبیح و درود پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ الہامی دعا پڑھی:-

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۲۵)

پھر حضور انور نے یہ ادعیہ پڑھیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۲۵۱﴾ (البقرۃ: ۲۵۱)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ (ابوداؤد)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

انسان آج ہلاکت کے کناروں پر کھڑا ہے اور انسانیت خطرہ میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محسنِ اعظم ہیں جو محافظ انسانیت ہیں، جو رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کی رحمت کے سایہ تلے آئے بغیر آج انسان اس ہلاکت سے جو اُس کے سامنے کھڑی ہے بچ نہیں سکتا اور جیسا کہ بتایا گیا تھا یہ زمانہ وہ ہے جس میں انسانیت کی جنگ شیطنت سے اپنی انتہا

کو پہنچی ہوئی ہے۔ یہ زمانہ وہ ہے جس میں نور کی طاقتوں نے ظلمات کے ساتھ ایک آخری اور نہایت شدید جنگ لڑ کر ظلمت کو دُنیا سے ہمیشہ کے لئے مٹا دینا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم مہم جو چودہ سو سال سے شروع ہے وہ اپنے آخری ارتقائی دَور میں سے گزرتی ہوئی ساری دُنیا پر غالب آ کر استحصال کے لئے نہیں، ساری دُنیا پر غالب آ کر انسانوں کی بھلائی اور خیر کے لئے اُن کے دلوں کو جیت کر اللہ تعالیٰ جو واحد ویگانہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ جس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ کوئی باپ۔ جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جو اپنی تمام صفات میں یگانہ اور یکتا ہے۔ وہ پیار کرنے والا ہے اپنے بندوں سے انتہائی پیار کرنے والا۔ جس نے انسان کو اپنا عَبد بننے کے لئے پیدا کیا۔ انسان کو عَبد کی حیثیت سے اور انسانیت کو اپنی تمام صفات کے ساتھ اور تمام طاقتوں کے ساتھ جو اُس میں پیدا کی گئی ہیں اکٹھا کر کے، اُمّتِ واحدہ بنا کر خدائے واحد ویگانہ کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں یہ کوشش شروع ہو چکی ہے مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمانی نزول کے ساتھ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن روحانی برکتوں کے ساتھ جن کا وعدہ اِس مسیح اور اِس مہدی کو دیا گیا تھا۔ اُس پیار کے ساتھ جس پیار سے اِس پاک فرزند محمد کا وجود بھرا ہوا ہے۔ یہ مہم شروع ہو چکی ہے۔ ایک صدی گزرنے والی ہے۔ صدی کی انتہا پندرہ سال اور ایک ڈیڑھ ماہ تک ہونے والی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے، اُس سے دعائیں کرنے کے بعد، اُسی کی دی ہوئی توفیق سے ایک منصوبہ جماعت احمدیہ کے سامنے رکھا گیا ہے۔ یہ منصوبہ ہے انسان کے دل کو جیت کر خدا کے ساتھ ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم کرنے کا۔ یہ منصوبہ ہے ہر انسانی دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو پیدا کرنے کا۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں جن کا اِجمالاً میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ذکر کیا تھا اور اِس منصوبہ کو چلانے کے لئے اپنی سمجھ کے مطابق مالی قربانیوں کی مَیں نے تحریک کی تھی۔ جیسا کہ میں نے پچھلے جمعہ میں بتایا تھا اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور جو کم سے کم میری تحریک کی رقم تھی یعنی اڑھائی کروڑ روپیہ، اُس سے بڑھ چکا۔ پچھلے جمعہ تک تین کروڑ اور تیس لاکھ سے زائد کے وعدے وصول ہو چکے تھے اور جو میرے،

اس عاجز بندے کے نزدیک بڑی سے بڑی رقم کی اُمید کی جاسکتی تھی یعنی پانچ کروڑ روپیہ، اُس کے اور کم سے کم یعنی اڑھائی کروڑ کے درمیان اس رقم کے وعدے پہنچ گئے۔ اب تو میرا خیال ہے چار کروڑ کے قریب پہنچے ہوئے ہوں گے۔ بہرحال جو حالات اس وقت نظر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اِس پیاری جماعت کے دل میں خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اِسلام کی جو محبت پیدا کی گئی ہے اُسے دیکھتے ہوئے کوئی بعید نہیں کہ یہ رقم پانچ اور دس کروڑ کے درمیان کہیں پہنچ جائے۔ شاید پانچ کی نسبت دس کروڑ سے زیادہ قریب۔

جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی دی جاتی ہے اور دی جاسکتی ہے۔ جہاں تک دینے والوں کی نیتوں کا سوال ہے بعض دفعہ سوچتے سمجھتے ہوئے بھی نیت میں خلوص نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ جہالت کی وجہ سے انسان بعض ایسے کام کر جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ہوتے ہیں اور قربانیاں قبول نہیں کی جاتیں بلکہ واپس دینے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔ ایسا بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ میں نے نصرت جہاں کے منصوبہ کے وقت جماعت کو یہ کہا تھا کہ مجھے فکر نہیں کہ روپیہ کہاں سے آئے گا اور کیسے آئے گا۔ مجھے یہ فکر نہیں کہ ڈاکٹرز جن کی ضرورت ہے یا پروفیسرز اور لیکچررز جن کی ضرورت ہے وہ کہاں سے آئیں گے اور کیسے آئیں گے۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنی منشاء کو ظاہر کیا تو وہ یہ سامان بھی پیدا کر دے گا۔ جو مجھے اور آپ کو فکر ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ جو حقیر قربانی ہم اُس کے حضور پیش کریں اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر فرد واحد کی قربانی کو قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں جو اُس کی رحمت کے پیار کے جلوے انسان دیکھتا ہے وہ پیار اور رحمت کے جلوے ہم میں سے ہر شخص پر ظاہر ہوں۔ یہ فکر کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ پس ایک منصوبہ تو اپنی سمجھ کے مطابق بنایا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے۔ جماعت نے بحیثیت مجموعی بڑی قربانی کا ارادہ اور عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو بحیثیت جماعت اور ہر فردِ جماعت کو انفرادی حیثیت میں اپنی رحمتوں کی چادر میں لپیٹ لے لیکن ہم میں سے ہر ایک کے لئے خوف کا مقام ہے اور دعاؤں کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے تضرع کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ بہت دعائیں کرنے کی

ضرورت ہے پھر جو منصوبہ، ایک کوشش ایک جدوجہد اور ایک جہاد کا بنایا گیا ہے اس کے بہترین نتائج نکلنے کے لئے آسمانی طاقت کی ضرورت ہے اور یہ طاقت بھی جو آسمان سے آتی اور زمین کی ہر مخالفت کو پاش پاش کر دیتی اور مٹا دیتی ہے اس آسمانی طاقت کے حصول کے لئے بھی انتہائی عاجزی کی ضرورت ہے۔ تضرع کی ضرورت ہے ہر وقت دعاؤں کی ضرورت ہے۔

پچھلے خطبہ میں مَیں نے آپ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ دعاؤں کا بھی ایک پروگرام اگلے خطبہ میں (یعنی جو آج میں دے رہا ہوں) آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اس کے متعلق اس عرصہ میں بھی اور پہلے بھی میں نے دعائیں بھی کیں اور میں نے سوچا بھی جو میں چاہتا ہوں جو میری خواہش ہے جو میں سمجھتا ہوں اپنے مقصد میں کامیابی کی خاطر اور اپنی قربانیوں کے جو کہ حقیر سی قربانیاں ہیں ان کے بہترین نتائج نکالنے کی خاطر جن عاجزانہ دعاؤں کی یا دیگر عبادات کی ہمیں ضرورت ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھوں۔ جماعت میں کچھ کمزور بھی ہیں اور طاقت ور بھی ہیں۔ کمزور اپنی تربیت کے لحاظ سے بھی ہیں بڑے بھی ہیں اور چھوٹے بھی ہیں اور سب کو (یعنی طفل کی عمر تک کو) مَیں عبادات کے اِس منصوبہ میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں۔ بعض ایسی نفلی عبادتیں ہیں۔ (میں اس وقت سب نفلی عبادتوں کا ذکر کروں گا) بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ بعض عبادتیں کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جتنی میں نے کم سے کم حد مقرر کی ہے اس سے زیادہ بھی کر سکتے ہیں۔ ان ساری چیزوں کو سامنے رکھ کر ایک سمویا ہوا درمیانہ درجہ کا مطالبہ مَیں نفل عبادات کے سلسلہ میں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں، اپنے بزرگوں اور اپنے بچوں کے سامنے اس وقت رکھنا چاہتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس منصوبہ لئے آسمان پر برکات کے حصول کے لئے جماعت کو روزے بھی رکھنے چاہئیں اور اس کے لئے میرے ذہن میں یہ تجویز آئی ہے کہ یہ جو اس منصوبہ کے کم وبیش ایک سو اسی ماہ ہیں ان میں ہر ماہ ایک روزہ ہر احمدی جو روزہ رکھنے کے قابل ہے وہ روزہ رکھے۔ اس طرح قریباً ایک سو اسی (پندرہ سال کے اور جو بھی دو ماہ رہتے ہیں وہ بیچ میں شامل ہو جائیں گے لیکن بعض لوگوں کو اطلاع دیر سے پہنچے گی اس لئے میں نے پندرہ سال پر ہی اپنے

حساب کی بنیاد رکھی ہے) ہر احمدی جو روزہ رکھ سکتا ہے اور آج بھی روزہ رکھنے کی اہلیت اور طاقت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی عمر میں برکت ڈالے اور اُس کی صحت میں برکت ڈالے۔

آئندہ پندرہ سال تک وہ روزہ رکھنے کی طاقت پاتا رہے۔ ہر وہ احمدی ایک سو اسّی روزے اس نیت کے ساتھ کہ ان روزوں میں وہ اس منصوبہ کی کامیابی کے لئے یعنی غلبۂ اسلام کے لئے یعنی نوعِ انسان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے یعنی انسانیت جو ہمیں اس وقت خطرہ میں نظر آ رہی ہے اس خطرہ سے اُسے نکالنے کے لئے وہ یہ روزہ رکھے گا اور ان روزوں میں وہ اُن تمام شرائط کو ملحوظ رکھے گا جو فرض روزوں کے متعلق اسلام نے قائم کی ہیں۔

میں نے سوچا اور اندازہ لگایا کہ اگر پانچ لاکھ ایسے احمدی مرد اور عورتیں اور وہ بچے جو روزہ کی عمر کے قابل ہیں ایسے صحت مند پانچ لاکھ افراد مل جائیں تو اس منصوبہ کے زمانہ میں نو کروڑ روزے رکھے جائیں گے۔ اگر آپ کی مالی قربانیاں ساڑھے چار کروڑ تک پہنچیں تو آپ اپنی مالی قربانی کے ہر روپے میں برکت کے پیدا کرنے کے لئے آپ خدا تعالیٰ سے فی روپیہ دو روزے رکھ کر دعائیں کر رہے ہوں گے اور اگر آپ کی مالی قربانی نو کروڑ تک پہنچے تو فی روپیہ آپ ایک روزہ رکھ کے آپ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہوں گے کہ اے خدا! یہ مال ہم تیرے حضور پیش کر رہے ہیں اسے قبول فرما اور اپنی ساری برکتیں اس مال کے اندر ڈال دے کیونکہ تیرے نام کو بلند کرنے کے لئے اور تیرے پیدا کردہ انسان کو تیری طرف واپس لانے کے لئے یہ ساری مہم جاری کی گئی ہے۔ پس ہر ماہ میں ایک روزہ رکھنا ہے میں دِن کی تعیین نہیں کرنا چاہتا کیونکہ دن کی تعیین روزوں میں پسندیدہ نہیں سمجھی گئی لیکن ایک اجتماعی کیفیت بھی پیدا کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے یہ سوچا کہ میں دِن کی تعیین کئے بغیر جماعت سے یہ توقع رکھوں کہ ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں ہر شہر، گاؤں، قصبہ یا محلّہ میں جیسا آپ چاہیں ایک دن مقرر کر لیا کریں یعنی ایک تاریخ مقرر کر لیا کریں اور اُس تاریخ کو حتی الوسع اس دائرہ میں (محلے میں یا قصبہ میں شہر میں) ساری جماعت روزہ رکھے اس طرح ہر ماہ کا آخری ہفتہ قریباً سارا ہفتہ ہی روزہ کا ہفتہ بن جائے گا۔ اگر چہ ایک روزہ رکھا جائے گا لیکن کسی تاریخ کو کسی مقام پر کسی دوسری تاریخ کو کسی اور مقام پر سارا ہفتہ ہی اللہ کے حضور گڑ گڑا کر عاجزانہ

دعائیں کرنے کا موقع مل جائے گا کہ روزے کے اندر دُعا بھی شامل ہے۔ روزہ حقیقتاً ہے ہی دُعا۔ اور پھر تلاوت قرآن کریم ہے۔ میں نے کہا ہے کہ روزے کی شرائط اختیار کی جائیں۔ روزے میں صدقات کی طرف توجہ کرنا بھی شامل ہے اور بہت سی شرائط ہیں۔ ان تمام شرائط کے ساتھ ایک روزہ آدمی رکھے۔ عام طور پر بھوکے کا خیال رکھے۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کی طرف توجہ ہو۔ وہ دن ایسا ہو جس میں اگر روزانہ ایک شخص مثلاً ایک رُبع کی تلاوت کرتا ہے تو اُس دن ایک سپارہ کی کرے ایک سپارہ کی تلاوت کرنے والا اُس دن دو تین سپاروں کی تلاوت کرے۔ اور اگر اس طرح کیا جائے تو قرآن کریم کی تلاوت بھی اس نیت کے ساتھ کہ اس منصوبہ میں خدا سے ہم نے برکت حاصل کرنے کے لئے ایک عاجزانہ سعی اور جہاد کرنا ہے۔ قرآن کریم کے بھی لاکھوں دَور ہو جائیں گے۔ پس فی ماہ ایک روزہ مہینہ کے آخری ہفتہ میں کسی دن جس کا فیصلہ شہر یا محلّہ یا قصبہ یا گاؤں کرے۔ اُس دن علاوہ روزے کے (وہ دعاؤں کا دن ہے جس طرح ہماری) رمضان کے آخر میں اجتماعی دُعا ہوتی ہے) جس دن جو علاقہ مہینے کے آخری ہفتہ میں روزے کے لئے مقرر کرے اُس دن عصر کے بعد یا مغرب کے بعد جو بھی اُن کے لئے سہولت ہو وہ اپنے علاقے کی اپنے حلقے کی اپنے گاؤں کی اپنے قصبے کی اپنے محلے کی اجتماعی دُعا کا بھی انتظام کریں۔ اور اپنی زبان میں جو ہم نے دُعائیں کرنی ہیں (علاوہ ان دُعاؤں کے جن کا میں ابھی ذکر کروں گا) اپنی زبان میں خداتعالیٰ کے حضور جھک کر اُس سے مانگیں۔ اپنی عاجزی کے پورے احساس کے ساتھ کہ اے خدا! اتنا بڑا بوجھ تو نے ہم پہ ڈالا اور اتنے کمزور ہم انسان ہیں اور بشری کمزوریاں بھی ساتھ لگی ہوئی ہیں اور علمی کمزوریاں بھی ہیں۔ جسمانی طاقت کے لحاظ سے بھی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ پوری طاقت تو شاید لاکھ میں سے ایک بھی آدمی ایسا ہوگا جس کو سو فیصد جو اُس کی صحت کا معیار ہونا چاہیئے اپنی اندرونی طاقتوں کے لحاظ سے وہ اُسے حاصل ہو۔ کبھی ہوا چلتی ہے تو نزلہ ہو جاتا ہے۔ کبھی ٹھنڈ لگ جاتی ہے۔ کبھی گرمی پڑتی ہے تو ہیٹ سٹروک (Heat Strock) ہو جاتا ہے۔ موسم بدلتے ہیں تو ہمیں فائدہ بھی پہنچاتے ہیں۔ موسم بدلتے ہیں تو ہمیں دوسرے اسباق بھی دیتے ہیں۔ خُدا کے حضور جھکیں اور خُدا سے کہیں کہ اے ہمارے پیارے ربّ! تُو

نے ہمیں یہ کہا ہے کہ شیطان سے انسان کی یہ آخری جنگ ہے اور یہ انسان جو آج تیرے مہدیٔ معہود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تیری طرف لوٹا اور تیرے قدموں پر آ کر گر گیا ہے یہ کمزور انسان ہے جو تُو نے منصوبہ بنایا ہے اُس سے تیری شان کے مطابق جو نتائج نکلنے چاہئیں تُو ہماری تدبیروں میں وہی برکتیں ڈال دے۔ وَلَا فَخْرَ اور ہمیں کوئی فخر نہیں۔ فخر کر ہی نہیں سکتا انسان۔ یہی ہم نے سُنتِ نبوی سے سیکھا اور یہی ایک حقیقت ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا اگر پانچ لاکھ احمدی بڑا اور چھوٹا مرد و زن اس روزے کی طرف (جو میں تحریک کر رہا ہوں عبادات میں سے نمبر ایک) اس کی طرف توجہ کرے تو نو کروڑ روزے اس منصوبہ کے زمانہ میں رکھے جائیں گے۔ اور نو کروڑ دِنوں میں اس کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور اجتماعی دعائیں ہوں گی۔

دوسری تحریک نوافل کی ہے یعنی باقاعدہ جس طرح نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز میں فرض بھی ہیں اور سُنتیں بھی ہیں اور نوافل بھی ہیں۔

نوافل کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر احمدی جس پر نماز فرض ہے (بعض تو ایسے بچے ہوتے ہیں جن کو شوقیہ اور شوق پیدا کرنے کے لئے اور نماز کی عادت ڈالنے کے لئے ہم نماز پڑھاتے ہیں ایک ایسی عمر ہے جہاں نماز فرض ہو جاتی ہے۔ تو ہر وہ احمدی بچہ یا بڑا یا عورت جن دنوں میں اس پر نماز فرض ہے۔ جس پر بھی نماز فرض ہے وہ دو رکعت نفل روزانہ پڑھے۔ اس منصوبہ میں برکت پیدا کرنے کے لئے دعائیں کرنے کی غرض سے اور روزوں کے متعلق میرا اندازہ پانچ لاکھ افراد کا تھا لیکن نفلوں کے متعلق میرا اندازہ دس لاکھ افراد کا ہے اور دس لاکھ احمدی اگر روزانہ دو نفل پڑھ رہا ہو تو فی روپیہ (نو کروڑ روپیہ اگر آ جائے اُس کے لحاظ سے فی روپیہ) ایک سو بائیس نوافل بنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور جو ایک روپیہ قربانی کے لئے پیش کیا جائے ایک سو بائیس نوافل پڑھ کر دُعائیں کر کے پیش کریں تا کہ عاجزی کا اور نیستی کا احساس ہمارے دلوں میں پیدا ہو اور ہمیں محسوس ہو کہ روپیہ دینا فخر کی بات نہیں ہے کہ ہم نے ایک روپیہ دے دیا یا ایک لاکھ روپیہ دے دیا یا نو کروڑ روپیہ اجتماعی طور پر دے دیا اصل تو یہ کہ جب تک نیک نیتی کے ساتھ خُدا تعالیٰ کی طرف جُھکتے ہوئے مالی قربانی نہیں کی

جاتی وہ اپنے نتائج نہیں نکالا کرتی۔ تو روزہ ہر ماہ ایک اور نوافل ہر روز دو رکعت اور ان کا جو وقت ہے وہ عِشاء سے لے کر صبح کی اذان کے درمیان یا نمازِ ظہر کے بعد کوئی وقت مقرر کر لیں۔ یہ انفرادی ہے سوائے اس کے کہ کہیں اکٹھے ہو کر بھی پڑھ لیں۔ مسجدوں میں جہاں تک ممکن ہو لیکن بہر حال یہ انفرادی نوافل ہیں۔

جو بچے ہیں وہ بعض دفعہ تو عِشاء کی نماز میں بھی اُونگھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو یہ کہنا کہ تم تہجد پڑھو یا نماز عشاء کے بعد نوافل پڑھو۔ یہ ان کو ایسی تکلیف دینا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے لیکن ظہر کے بعد وہ دو رکعت نفل پڑھ سکتے ہیں۔ یہ دو نفل اُن نوافل سے زائد ہیں جن کی پہلے سے کسی احمدی کو عادت ہے اور وہ نفل کی صورت میں پہلے سے پڑھ رہا ہے۔ اُن کو یہ دو نفل زائد کرنے پڑیں گے۔

ذِکر (روزہ، نفل نماز پڑھنا اور ذکر) ذکر کے مختلف پہلو ہیں جن کو میں اس وقت بیان کر رہا ہوں ایک ہے ذکر۔ سورۂ فاتحہ کی تلاوت۔ سورۂ فاتحہ قرآن کریم کا نچوڑ بھی ہے اور خالی نچوڑ نہیں بلکہ اتنا حُسن ہے اس اختصار میں اور اتنی تفصیل ہے اس اجمال میں اور اتنے پیار کی جھلک ہمیں نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کے اِس احسان میں کہ قرآن کریم کا خلاصہ ہمیں سورۂ فاتحہ کی شکل میں دے دیا اور اتنی خوشبو ہے اس کی روحانیت میں کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ پس سورۂ فاتحہ بہت بڑا ذکر ہے ہم اسے بہت دفعہ پڑھتے ہیں۔ نماز کی ہر رکعت میں ہم پڑھتے ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جتنی بار اب ہم پڑھ رہے ہیں اس سے زیادہ سات بار روزانہ ایک احمدی سورۂ فاتحہ کو پڑھے۔ اور اس کے مطالب پر غور کرے اور اس کے لئے میرا اندازہ ہے کہ اگر دُنیا میں بسنے والے سب احمدی اس طرف توجہ کریں تو تیس لاکھ احمدی ایسا ہو گا جو سورۂ فاتحہ سات بار روزانہ پڑھ سکتا ہے اور اگر تیس لاکھ احمدی بچہ، بڑا سات بار روزانہ پڑھے مگر اس میں میں یہ ضرور کہوں گا کہ ماں باپ اپنے گھر میں بچوں کو اکٹھی سات مرتبہ نہیں پڑھائیں کیونکہ اس سے وہ اُکتا جائیں گے بلکہ دو دفعہ سے زیادہ کسی وقت نہیں۔ اپنے بچوں سے سورۂ فاتحہ پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں پانچ یا سات سال کے اور خدام الاحمدیہ کے قواعد کے مطابق ابھی اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں داخل نہیں ہوئے ان سے بھی پڑھائیں اور

جو چھوٹے بچے ہیں اُن کی تعداد بے شک کم ہی ہو کیونکہ یہ اصل میں تو اُن کے لئے ہے جن پر نماز فرض ہوگئی وہ سات بار پڑھیں اور جو اپنی عمر کے لحاظ سے ایسا ہے جس پر نماز فرض نہیں ہوئی وہ اپنی طاقت کے مطابق جس کا فیصلہ اُس کے نگران یا ماں باپ یا بڑے بھائی نے کرنا ہے اگر وہ اس گھر میں ہے اور ماں باپ کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ اگر تیس لاکھ آدمی سات بار سورۂ فاتحہ روزانہ پڑھیں تو جماعت کی مجموعی مالی قربانی کے فی روپیہ کے مقابلہ میں سورۂ فاتحہ کی ایک سو اٹھائیس مرتبہ تلاوت ہوگی یعنی فی پیسہ کے مقابلہ میں ایک دفعہ سے زائد سورۂ فاتحہ جیسا عظیم اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھے اور اس دُعا کے ساتھ، بڑی عجیب دُعا ہے کہ اے خدا! پیسہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا مگر تیرے اس عظیم کلام کے صدقے سے ہم تجھ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے دھیلے میں تُو برکت ڈال اور اس کے وہ نتائج نکال جو آج ہم کمزور بندے چاہتے ہیں کہ نکلیں اور اسلام ساری دُنیا پر غالب آئے۔ یہ ذِکر کا **الف** حصہ ہے۔

ب۔ دوسری بات جو میں چاہتا ہوں کہ اتنی تعداد میں احمدی تسبیح وتحمید اور درود پڑھنے والے ہوں اور اگر تیس لاکھ احمدی تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ موجودہ جو دَور وہ کر رہے ہیں اس کے علاوہ تینتیس بار پڑھیں تو فی روپیہ جو ہم اللہ کے حضور پیش کر رہے ہوں گے تو اس کے مقابلہ میں اُس روپیہ میں برکت کی خاطر سات سو ستائیس دفعہ تسبیح تحمید اور درود پڑھ رہے ہوں گے۔ یہ نو کروڑ کے حساب سے ہے ورنہ ساڑھے چار کروڑ روپے اگر ہوں تو یہ چودہ سو سے اُوپر فی روپیہ ہو جائے گا۔ اصل روپیہ نہیں اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتے ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُورود بھیجتے ہوئے آسمانی برکات کے حصول کی کوشش کی جائے تا کہ ہمارا یہ منصوبہ کامیاب ہو۔ پس تسبیح وتحمید اور درود جیسا کہ میں نے ابھی خطبہ کے شروع میں پڑھا اور پہلے بھی بڑی تعداد میں یہ پڑھا جاتا رہا ہے لیکن اب میں نے بتایا ہے کہ سب کچھ سوچ کر تعداد میں نے تھوڑی رکھی ہے کیونکہ بہت سی دُعائیں اس کے اندر آ گئیں۔ تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اللّٰهم صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پڑھنا ہے۔

ج۔ تیسرے نمبر پر استغفار اور توبہ ہے۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ

اِلَیۡہِ۔ تینتیس بار روزانہ اُس گنتی سے زائد جس کی عادت اور جس کا دستور کسی شخص نے بنایا ہو۔ یہ زائد استغفار اور توبہ کرنی ہے تاکہ جیسا کہ خطبہ میں مَیں نے ایک آیت قرآنی پڑھ کے آپ کو بتایا تھا کہ اس کے نتیجہ میں آسمانوں سے بارش کی طرح خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی اور خلوص نیت رکھنے والوں کی زبانوں پر جب استغفار اور توبہ کے کلمات جاری ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس شخص یا اس جماعت کو قوت کے بعد اور قوت دی جاتی ہے اور ایسا ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔

د۔ چوتھے یہ کہ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَ نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ۔ یہ گیارہ بار پڑھی جائے کیونکہ پہلی جو ہے اُس کی عادت بھی ہے اور میرا اندازہ ہے کہ نوجوانوں نے بھی اپنا لیا ہوگا۔ اس میں میرا اندازہ ہے کہ شاید تیس لاکھ احمدی شاید نہ پڑھ سکیں اس لئے میرا اندازہ ہے کہ کم از کم (یہ سارے اندازے میرے کم از کم کے ہیں) دس لاکھ احمدی مرد وزن گیارہ بار ان دو دُعاؤں کو پڑھیں۔ ایک قرآن کریم کی اور ایک حدیث نبوی کی ہے اور اس طرح ہر روپیہ جو ہم خدا کے حضور پیش کریں گے۔ چھیاسٹھ بار ہم خدا سے یہ کہیں گے کہ اے خدا جو تیرے نام کو مٹانا چاہتی ہیں ان طاقتوں کے مقابلہ پر تیرے یہ عاجز بندے کھڑے ہوئے ہیں اور کمزور ہیں ہر لحاظ سے ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ اس منصوبہ کے مطابق تیری محبت کو انسان کے دل میں پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن دشمن انسان کو وہ دشمن جو اے خدا! تیرا بھی دشمن ہے اور انسانیت کا بھی دشمن ہے تیرے انسان کو تجھ سے دور لے جانا چاہتا ہے۔ اس واسطے ہم تیرے حضور جھکتے ہیں اور بار بار جھکتے ہیں اپنی ایک مادی کوشش کے لئے چھیاسٹھ بار تیرے حضور جھکتے اور تجھ سے یہ طلب کرتے ہیں عاجزانہ طور پر تجھ سے مانگتے ہیں گڑگڑاتے ہیں تیرے حضور تڑپتے ہیں تیرے پاس آ کر کہ تو ہماری اس مادی قربانی کو قبول کر اور اس میں برکت ڈال اور ہمارے اس منصوبہ کو جو تیرے انسان کے فائدے اور اپنی روح کے فائدے اور تیری رضا کو حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اُسے تو کامیاب کر دے۔ پس ذِکر کے اندر یہ چار پہلو ہیں۔ سورۂ فاتحہ کا سات بار روزانہ پڑھنا۔ (علاوہ اُس تعداد کے جو ہمارا معمول

ہے۔ ہر ایک کا اپنا معمول ہوتا ہے۔ غور وفکر کرنے والے سورۂ فاتحہ کو ویسے بھی بار بار پڑھ رہے ہیں) اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد۔ تینتیس بار روزانہ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ تینتیس بار روزانہ پڑھنا اور رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ اللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ اس دُعا کا گیارہ بار روزانہ پڑھنا یہ ذکر کے ماتحت ایک نفلی عبادت ہے۔ جو اس منصوبہ میں برکت ڈالنے کی خاطر اس وقت میں جماعت کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا دو نفل روزانہ اور ہر ماہ میں ایک روزہ اُس طریق پر جو ابھی میں نے بتایا اور اُن شرائط پر جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی ہدایت کے مطابق قائم کیا ہے۔ جس میں نوعِ انسانی کی دُنیوی ضرورتوں کا خیال رکھنا بھی شامل ہے۔ جس میں نوعِ انسانی کی اُخروی و روحانی ضرورتوں کا خیال رکھنا بھی شامل ہے۔ جس میں اپنے نفس کا خیال رکھنا بھی شامل ہے۔ یہ بنیادی طور پر تین شرائط مختلف شکلوں میں ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر غور کرنا۔ قرآن کریم پڑھتے وقت جو اللہ تعالیٰ کی صفات سامنے آتی ہیں ان پر غور کرنا۔ قرآن کریم پڑھتے وقت انسان کی صلاحیتیں یعنی جن طاقتوں اور صلاحیتوں اور استعدادوں کو لے کر انسان پیدا کیا گیا ہے وہ سامنے آتی ہیں ان کی نشوونما کی ذمہ داری سامنے آتی ہے۔ قرآن کریم نے ان تمام صلاحیتوں کی نشوونما کے طریق بتائے ہیں۔ یہی چیز ہے جو ہم نے دُنیا میں قائم کرنی ہے اور اسی غرض کے لئے اس منصوبہ کو بنایا گیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ذِکر کے عنوان کے ماتحت جن دُعاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے اُن کے علاوہ اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے حضور تضرّع کے ساتھ گڑ گڑاؤ اور اُس کی مدد حاصل کرنے کی اور اُس کی رضا کے حصول کی اور اُس سے طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ عظیم منصوبہ یا ایک پاگل سوچ سکتا ہے یا ایک مخلص جانثار جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو پہچانتا ہو اُس کے دماغ میں آ سکتا ہے تو اگر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو پہچانتے نہیں تو پھر آپ پاگل ہیں جو منصوبہ سوچ رہے ہیں۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت نہیں رکھتے اور اُس قادر وتوانا خدا کے اوپر آپ کا توکل نہیں ہے اگر آپ اپنی زندگیوں میں اُس کی متصرفانہ قدرتوں کے جلوے نہیں دیکھتے وہ جلوے موجود تو ہیں لیکن اگر آپ ان کا مشاہدہ نہیں کرتے تو پھر یہ منصوبہ جنون کی علامت ہے لیکن نہیں جماعتِ احمدیہ مجنون نہیں چاہے دُنیا اسے مجنون سمجھے۔ صاحبِ فراست جماعت خدا تعالیٰ نے پیدا کی۔ یہ ایک وہ جماعت ہے جس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کا جھنڈا دیا ہے اور جس کا ہر قدم دُنیا کی ہر جہت میں غلبۂ اسلام کی جانب اُٹھ رہا ہے لیکن پھر میں کہوں گا اور پھر میں کہوں گا اور پھر میں کہوں گا کہ وَلَا فَخْرَ۔ فخر کا کوئی مقام نہیں ہے۔ رونے کا اور عاجزی کا مقام ہے کہ کہیں انسان نفس کو دھوکا دے کر کئے کرائے پر پانی نہ پھیر دے۔ پس عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اِن نفلی عبادتوں کے ساتھ جس کا منصوبہ ابھی میں نے آپ کے سامنے پیش کیا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کریں اور ان برکتوں اور رحمتوں کے حصول کے بعد خدا تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے اس یقین کے ساتھ کہ اسلام نے بہر حال غالب آنا ہے۔ غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی طاقت سے حصہ عطا کرے اور اپنے نور سے ہمیں علم عطا کرے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ شیطان کی تمام ظلمات کو اس زمانہ میں دُنیا سے مٹا کر توحید کا جھنڈا دُنیا کے کونے کونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر دل میں ایک پختہ، اندر گھس جانے والی میخ کی طرح گاڑ کر اُس مقصد کے حاصل کرنے والے ہوں جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور جس مقصد کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم ہستی کو دُنیا کی طرف مبعوث کیا گیا اور جس غرض کے لئے قرآن کریم جیسی بہت ہی عظیم اور حسین اور احسان کی طاقتیں رکھنے والی شریعت کو جو انسان کی تمام صلاحیتوں کی نشوونما کی اہلیت رکھتی ہے اُسے دُنیا کی طرف ابدی شریعت کے لحاظ سے قیامت تک قائم رہنے والی شریعت کے لحاظ سے بھیجا گیا ہے۔ دعاؤں کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہ کر اِن دُعاؤں کو بھی پڑھتے ہوئے اس طریق پر جو میں نے بتایا اور اپنی زبان میں بھی ہر شخص اپنے فہم اور اپنی قوت کے مطابق اپنے علم اور اپنی فراست کے مطابق خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور ایک چیز

سامنے رکھے کہ غلبۂ اسلام کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے اگر ہمارے جسموں کا قیمہ بنا دیا جاتا ہے تو ہم اُس کے لئے بھی تیار ہیں اور دُنیا کو ایک نہایت بھیانک ہلاکت سے بچانے کی خاطر ہم اپنے پر ہر قسم کا دُکھ اور ظلم سہنے کے لئے تیار ہیں اور انشاء اللہ جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے اگر آپ خلوصِ نیت سے کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس سے زیادہ آپ پر نازل ہوں گی جس کو آپ کا ذہن اپنے تصور میں لا سکتا ہے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

❁❁❁